فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

"اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر"

فلسفۂ قربانی

اور

مسائلِ عیدالاضحیٰ

www.KitaboSunnat.com

مرتب

عبدالعزیز راشد

رئیس ادارہ منہاج السنۃ (رجسٹرڈ) فیصل آباد

ڈسٹری بیوٹر

نعمانی کتب خانہ
NOMANI KUTAB KHANA

بااہتمام

رحمۃ للعالمین ﷺ ریسرچ پبلیکیشنز

0300-6658305, 0321-7458469
0312-7506417, 0303-7170416
Email:abusaad.Krl@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

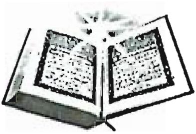

فلسفۂ قربانی

اور مسائلِ عیدالاضحیٰ

مرتب

عبدالعزیز راشد

رئیس
ادارہ منہاج السنۃ (رجسٹرڈ) فیصل آباد

رحمۃ للعالمین ریسرچ پبلیکیشنز
0300-6658305,0321-7458469
0312-7506417,0303-7170416
Email:abusaad.Krl@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام مصنف	عبدالعزیز راشد
اشاعت اول	1393ھ (ایک ہزار)
اشاعت دوم	1398ھ (ایک ہزار)
اشاعت سوم	1405ھ (ایک ہزار)
اشاعت چہارم	1410ھ (ایک ہزار)
اشاعت پنجم	1427ھ (ایک ہزار)
اشاعت ششم	1431ھ (ایک ہزار)
اشاعت ہفتم	1437ھ (ایک ہزار)
ناشر	منهاج السنۃ المحمدیہ فیصل آباد

ملنے کے پتے

ادارہ منہاج السنۃ المحمدیہ P-534/3 نثار کالونی فیصل آباد

فون: 0300-6658305

العزیز شاپنگ سنٹر، ریڈکس روڈ، نثار کالونی، فیصل آباد

مسجد رحمان اہل حدیث، علامہ اقبال ٹاؤن، فیصل آباد

مرکزی دفتر موسسۃ رحمۃ للعالمین، کھنہ ڈاک، اسلام آباد

نصیر احمد، سید پور روڈ، راولپنڈی

ڈاکٹر عبدالحفیظ فاروقی، 2242/13، پیپلز کالونی گوجرانوالہ

فون: 0303-7170416

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چمکتے موتی

صفحہ نمبر

تاثرات	6
گزارشات راقم	7
قربانی کا لغوی معنیٰ و مفہوم	10
قربانی کا مفہوم	10
قربانی کی ابتداء	10
قربانی ایک عظیم یادگار ہے	11
پہلی آزمائش	12
دوسری آزمائش	12
تیسری آزمائش	13
آزمائش کا نیا دور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی کرامت	13
انوکھا امتحان	15
ابلیس کی تلبیس ناکام ہوگئی	15
اسوۂ ابراہیمی	17
عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت	18
قرآن مجید میں عشرہ ذوالحجہ کا بیان	18
حدیث میں عشرہ ذوالحجہ کا بیان	19
عشرہ ذوالحجہ میں حجامت بنانے کی ممانعت	20

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- جس کو قربانی میسر نہ ہو اسے بشارت نبوی ﷺ ---------- 20
- تکبیرات کا آغاز ---------- 21
- جہری تکبیریں ---------- 22
- الفاظ تکبیرات ---------- 23
- عید کی رات اور مسلمانوں کی آوارگی ---------- 24
- عید کی صبح ---------- 24
- مستورات کا بھی عید گاہ میں جانا ضروری ہے ---------- 25
- حنفی مسلک ---------- 25
- ضروری احتیاط ---------- 26
- عید کی نماز ---------- 26
- نمازِ عید خطبہ سے پہلے ادا کی جائے ---------- 27
- عید کے روزے کی ممانعت ---------- 30
- ایام تشریق کے روزہ کی ممانعت ---------- 30
- ایام تشریق کون سے ہیں؟ ---------- 31
- حضرت پیر شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ---------- 31
- یوم عید الاضحیٰ کا افضل ترین عمل ---------- 31
- قربانی سنتِ مستمرہ ---------- 32
- قربانی واجب ہے یا سنت؟ ---------- 34
- بہترین قربانی ---------- 35
- قربانی کے جانور ---------- 35
- پیٹ سے نکلنے والے بچے کا حکم ---------- 36

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ہدایا اور نسک میں فرق ---------- 37
- قربانی کا جانور بے عیب ہو ---------- 37
- قربانی کے گوشت کا ذخیرہ کرنا ---------- 38
- قربانی کے جانور کی عمر ---------- 39
- مُسنّہ کا معنیٰ ---------- 40
- جذعہ کی تحقیق ---------- 40
- خصی جانور کی قربانی ---------- 41
- قربانی میں شرکت ---------- 41
- میت کی طرف سے قربانی کرنا ---------- 42
- قربانی کا وقت ---------- 42
- قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کریں ---------- 44
- قربانی کی دعا اور ذبح کا طریقہ ---------- 45
- کیا عورت بھی قربانی ذبح کرسکتی ہے؟ ---------- 46
- قصاب کی اجرت ---------- 47
- قربانی کی کھال کا صحیح مصرف ---------- 47
- قربانی کے خلاف منکرین حدیث کا واویلا ---------- 47

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاثرات

قربانی کے اہم مسائل بڑے سلیقہ سے تحریر کے گئے ہیں اور ضروری مسائل کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ جبکہ غیر ضروری ابحاث سے مکمل اجتناب کیا گیا ہے۔ انداز تحریر ایسا ہے کہ بات دل و دماغ پر نقش ہوتی چلی جاتی ہے اور جو کچھ لکھا گیا ہے دلیل سے لکھا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ کریم اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے۔ فاضل مصنف کے لیے بلندئ درجات و کفارہ سیئات کا سبب بنائے۔

آمین!

از

الشیخ مصطفی المصحفی

شیخ الحدیث مرکز تفہیم السنۃ

فیصل آباد پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گزارشات راسخ

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالمنان راسخ / خطیب جامع مسجد اہل حدیث مومن آباد فیصل آباد

الحمدلله كما علّمنا ان نحمده وصلى الله وسلم على خاتم رسله سيدنا محمد وآله وصحبه واتباعه اجمعين ۔وبعد!

دین کی خدمت بہت بڑی سعادت ہے حقیقی کامیابی صرف انہی شخصیات کے لیے ہے جو اسلام کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی اسی لیے عالی رتبہ پر فائز ہوئے کہ آپ علیہ السلام نے اللہ کے دین کے لیے ہر قربانی پیش کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو خلیل، صدیق جیسے لقب سے یاد فرما کر قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے امام اور اسوۂ حسنہ بنا دیا۔

آج ہر مسلمان اپنی نماز میں درود ابراہیمی کی صورت میں آپ کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کے لیے بلندیٔ درجات کی دعا کرتا ہے۔ زیر نظر رسالہ اگرچہ مختصر ہے لیکن فاضل مصنف نے بڑے سلیقہ سے سیرت ابراہیم کے اہم پہلو اجاگر کرتے ہوئے قربانی کے اہم مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کے حسین امتزاج نے یہ رسالہ قربانی کرنے والے ہر مسلمان کی ضرورت بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت اس کا چھٹا ایڈیشن آپ کے ہاتھ میں ہے۔ بعض تشریحی مقامات پر خطیبانہ رنگ بھی غالب ہے جس سے پڑھنے والے کے ذوق کو مزید حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش و کوشش کو مزید شرف قبولیت عطا فرمائے! آمین ثم آمین! زیر نظر رسالہ کے مصنف شہباز خطابت حضرت مولانا عبدالعزیز راشد ﷾ کسی تعارف کے محتاج تو نہیں، لیکن آپ کے متعلق چند کلمات سپرد قلم کرنا میں سعادت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ صحیح حدیث کے مطابق دین کے داعی کا احترام اللہ کے احترام کے برابر ہے۔ مولانا عبدالعزیز راشد کا شمار جماعت کے ان کبار بزرگوں میں ہوتا ہے کہ جنھوں نے ساری زندگی کتاب وسنت کی اشاعت وترویج کے لیے وقف کر دی۔ اس بات میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ آپ فن خطابت کے امام اور اسٹیج کی دنیا کے شہباز ہیں۔ آپ کی تبلیغ سے ہزاروں لوگ مسلک اہل حدیث سے وابستہ ہوئے۔ علماء یہ بات بھی بیان کرتے ہیں کہ مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ نے ایک جلسہ میں مولانا راشد کے خطاب کے بعد یوں فرمایا تھا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک اور شیخوپوری دے دیا ہے۔ آپ ایام شباب سے لے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر مسلسل جماعت کے اہم عہدوں پر فائز چلے آرہے ہیں اور یہ آپ کی صالحیت وصلاحیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ عرصہ 25 سال سے آپ جامع مسجد قدس اہل حدیث سمن آباد فیصل آباد میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور مسجد اپنی وسعت کے باوجود تنگیٔ داماں کا شکوہ کر رہی ہے۔ باوجود آخری عمر کے آج بھی لوگوں کا ذوق شوق دیدنی ہے۔ کہ وہ دور دراز سے آپ کے خطبات سے مستفید ہونے کے لیے جمع ہوجاتے ہیں۔ مولانا راشد رحمہ اللہ کے والد گرامی مولانا محمد دین مجاہد میر محمدی رحمہ اللہ صوفی محمد عبداللہ ماموں کانجن کے خاص دست راست اور مرید تھے، زندگی کا لمبا عرصہ صوفی صاحب کے ساتھ ہی بسر کیا۔ اور آپ نے ولیٔ کامل حضرت مولانا حافظ یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ سے ناظرہ قرآن کی تعلیم حاصل کی اور کبار شیوخ الحدیث سے حدیث کا سبق پڑھا، جن میں پیر محمد یعقوب صاحب جہلمی، شیخ الحدیث محمد یعقوب ملہوی، مولانا محمد صادق خلیل، مولانا محمد یعقوب گوجروی، مولانا محمد اسحاق حسینوی رحمہ اللہ سرفہرست ہیں۔ آپ کی عزت و عظمت اور خطابت اصل میں اللہ کی خاص رحمت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو صوفی محمد عبداللہ صاحب، حافظ محمد گوندلوی صاحب، مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب رحمہ اللہ کی خاص مجلسیں اور دعائیں بھی حاصل ہیں۔ اور آپ کی جوانی کے شب و روز مولانا یحییٰ حافظ آبادی، مولانا عبدالغنی شاہ صاحب کامونکی، مولانا عبدالقادر روپڑی، شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات صاحب گوجرانوالہ، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ گوجرانوالہ، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا ابراہیم کیرپوری، مولانا محمد صدیق مدنپوری، شہید ملت علامہ ظہیر، شہید اسلام علامہ یزدانی اور خادم جماعت میاں فضل حق اور عبداللہ سلفی کوٹ ادو رحمہ اللہ کے ساتھ گزرے ہیں۔ مولانا نے ان نابغہ عصر شخصیات سے سیکھا سمجھا اور ان کی معیت و صحبت میں ایک لمبا عرصہ بسر کیا ہے۔ ہم نے ماضی اور حال کے تمام شیوخ عظام اور خطبائے کرام کو آپ کی خدمات کا معترف پایا ہے۔ مناظر اسلام ، فاتح شیعیت مولانا صدیق کرپالوی صاحب رحمہ اللہ اپنی تحریر میں لکھتے ہیں ہم مولانا کی ملی اور جماعتی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ استاذ العلماء مولانا صادق خلیل صاحب آپ کی کتاب پر تقریظ لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں: ”مولانا موصوف وعظ و تبلیغ کے میدان کے شہسوار تو تھے ہی اب ماشاء اللہ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی خداداد صلاحیتوں کو اجاگر کر رہے ہیں۔ باہمت جوان ہیں اور صلاحیتیں موجود ہیں۔ اسی طرح شیخ الحدیث قدرت اللہ فوق صاحب آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اندرون اور بیرون ملک بھی جماعت کے دینی اور تبلیغی حلقوں میں اچھی شہرت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے حامل ہیں اور مولانا موصوف کا خاندان شروع ہی سے اسلام اور اسلام دوست حلقوں سے گہری دلچسپی رکھتا ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر حضرت الامیر سینیٹر علامہ ساجد میر صاحب اپنے تزکیہ میں مولانا راشد کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

من الدعاة المعروفين للجمعية فى البلاد وله خدمات جيدة فى مجال الدعوة والتبليغ منذ اربعين سنة۔ متکلم اسلام حضرت العلام ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر صاحب آپ کی تعریف میں فرماتے ہیں: من العلماء المعروفين والخطباء المشهورين فى باكستان وله صولات و جولات فى انحاء البلاد وخدمات طيبة فى القاء الكلمات الارشادية والوعظية فى المؤتمرات والاجتماعات العامة وقد لوحظ الاقبال على مواعظه ، فالاخ المذكور يستحق التشجيع والتقدير نظراً الى اعماله الدعوية ۔ محدث زماں حضرت العلام مولانا ارشاد الحق اثری صاحب ﷾ آپ کی خدمات میں تحریر فرماتے ہیں: من احد علماء ناالكرام الذين لهم جهود كبيرة فى مجال الدعوة والتبليغ وهو مشغول فى هذا الميدان منذ ٤٠ سنة وقد تجول وسافر فى جميع باكستان لنشر العقيدة السلفية الصحيحة والسنة النبوية الشريفة وهو متحلى بالاخلاق الفاضلة والعادات الكريمة

آپ کی جماعتی اور بالخصوص تبلیغی خدمات کے تمام علمائے کرام اور مشائخ عظام معترف ہیں۔ تمام کی نیک رائے کا احاطہ کرنا یہاں مقصود نہیں ، ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی تمام محنتوں کو قبول فرمائے۔ اور آئندہ زندگی بھی آپ کو تمام شریروں کے شر اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ رکھے کیونکہ ہر قسم کی قوت، طاقت اور برکت کا مالک صرف وہی ہے۔

اللهم تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا

انك انت التواب الرحيم وصلى الله على النبى وآله وصحبه اجمعين

خادم السنۃ النبویۃ الشریفۃ/ عبدالمنان عبدالرحمٰن الراسخ كان الله له

الباحث العلمی: مرکز البحوث والدراسات الاسلامیۃ الریاض

مدیر التعلیم: مرکز نور الہدیٰ الاسلامی فیصل آباد۔ 31-10-2010

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلسفہ قربانی ومسائل عیدالاضحیٰ

قربانی کا لغوی معنیٰ ومفہوم:

قربانی قربان سے ماخوذ ہے اور اللہ کی راہ میں قربان ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعے تقربِ الٰہی کا حصول ہو، اس لحاظ سے لفظ قربان عام ہے مگر عیدالاضحیٰ والے دن یا ایام تشریق میں اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری میں سے کسی ایک کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے۔ لغتِ عرب میں قربانی کے لیے لفظ "أَضْحَاةٌ" آتا ہے جس کی جمع أَضْحٰی ہے اسی مناسبت سے بڑی عید کو عیدالاضحیٰ کہتے ہیں۔ عیدالضحیٰ لکھنا یا کہنا درست نہیں، نیز قربانی کے لیے ضَحِيَّةٌ جس کی جمع ضَحَایَا اور أُضْحِیَّةٌ جس کی جمع اضاحی ہے، یہ الفاظ بھی کتب حدیث میں مستعمل ہیں۔

قربانی کا مفہوم:

کسی بھی تحریک اور مشن کی تکمیل کے لیے قربانی کو بہت بڑا دخل ہے۔ قربانی ہر اس عمل کو کہیں گے جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔ تبلیغ اسلام کے موقع پر انبیاء علیہم السلام، اولیاء رحمہم اللہ اور عام صالحین کو مختلف آزمائشوں اور امتحانوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے ان میں ثابت قدمی دکھانا بھی قربانی ہے۔ کلمۂ حق سنانے پر قید وبند کی سختیاں برداشت کرنا بھی قربانی ہے۔ مال کی قربانی ہے تو جان کی بھی قربانی ہے دین وملت کے لیے اپنی خواہش اور اپنی رائے کو قربان کر دینا بھی قربانی ہے۔ جماعتوں کی تعمیر وترقی قربانی سے ہے ملت کی تاسیس قربانی سے ہے، بلند وبانگ دعاوی، خیالات اور کھوکھلے اعلانات سے کیا بنتا ہے؟

بنتی نہیں مِیناء و ساغر کہے بغیر

قربانی کی ابتداء:

قربانی کی تاریخ بھی اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسانیت کی۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدیم قومیں اپنے معبودوں پر اپنی اولادوں کو بھینٹ چڑھا دیا کرتی تھیں جیسا کہ یہ رسم انڈیا میں انگریز کے آنے سے پہلے تک موجود تھی۔ اس رسم کو بند کرنے اور اس کی جگہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس سنتِ قربانی کو قائم کیا گیا۔ (جس کا ذکر آگے آ رہا ہے) لیکن اس میں بھی نسل انسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے جانوروں کو ذبح کرنے کی سنت جاری کی گئی۔ اس کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل سے ہوئی۔ ان میں رشتہ کے بارے میں تنازعہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ آدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ

''آپ ان پر آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ حقائق کی روشنی میں تلاوت کریں، جب ان دونوں نے قربانی کی لیکن ایک کی قربانی قبول ہوئی دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔''

لیکن قربانی کی باقاعدہ مشروعیت کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واقعہ سے ہوتا ہے۔

قربانی ایک عظیم یادگار ہے:

زندہ قومیں اپنے اسلاف کی تعلیمات اور خدمات کو تازہ رکھنے کے لیے مختلف طریقوں سے ان کی زندہ و جاوید یادگاریں قائم کرتی ہیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی کامیابی کی راہ متعین کر سکیں۔ مسلمانوں کی یہ عید الاضحیٰ اور قربانی بھی درحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیغمبرانہ کارناموں کی یادگار ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے:

وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۔

''کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چند باتوں میں آزمایا۔ ابراہیم اس امتحان میں کامیاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہیں عالم انسانیت کا امام بنانے والا ہوں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پہلی آزمائش:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی آزمائش گھر سے شروع ہوئی۔انہوں نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ یکسر شرک وکفر، بت پرستی اور بت فروشی کا ماحول تھا۔آپ نے ہوش سنبھالتے ہی سب سے پہلے اپنے والد آزر کو اسلام کا پیغام حق سنایا۔مگر والد پر مطلق اثر نہ ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس آزر نے بیٹے کو دھمکایا اگر تو بتوں کی مخالفت سے باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کردوں گا۔اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے سچے دین کی خاطر باپ سے علیحدہ ہوگئے۔ (پ 16 ع 4)

دوسری آزمائش:

اس کے بعد قوم اور عوام کو راہِ مستقیم دکھائی۔دعوتِ توحید کو عام کیا اور آخر میں نمرود بادشاہ سے مناظرہ کرکے یہ واضح کردیا کہ ربوبیت والوہیت کا حق صرف اللہ وحدہٗ کے لیے سزاوار ہے۔اگرچہ اس ماحول میں حق وصداقت کی آواز بلند کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔تاہم حضرت ابراہیم علیہ السلام بے خوف وخطر اعلان حق کرتے رہے اور بادشاہ اور اس کے معتقدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دلائل سے لاجواب ہوگئے تاہم ان میں سے کسی نے راہِ مستقیم کو اختیار نہ کیا بلکہ اپنی ذلت وندامت کے احساس سے بھڑک اٹھے اور متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ دیوتاؤں کی توہین اور باپ دادا کے مذہب کی مخالفت کرنے والے کو ختم کردیا جائے۔

کیونکہ اقتدار جب دلائل سے عاجز آجاتا ہے تو حق کی آواز کو دبانے کے لیے حق گو کو مٹانے کا منصوبہ بناتا ہے۔اسی لیے نمرود اور اس کے اعوان وانصار نے اپنے دیوتاؤں کی تحقیر کا انتقام لینے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی آگ میں جلانے کا فیصلہ کرلیا۔قرآن پاک میں ہے:

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ○

(پ 17 ع 5)

چنانچہ انہوں نے اپنے مصنوعی مشکل کشاؤں اور دیوتاؤں سے اپنی عقیدت ومحبت کا ثبوت دینے کیلئے اپنے فیصلے کو عملی جامہ پہنا دیا۔اور یوں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعلوں میں پھینک دیا۔ جب دلائل و براہین کے مقابلہ میں مادی قوت ظاہر ہوئی تو قادر مطلق نے دشمنوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملاتے ہوئے نار کو گلزار میں تبدیل کر دیا۔ آگ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کیلئے ٹھنڈی، بے ضرر ہوگئی۔ ارشاد خداوندی ہے:

قُلْنَا يَانَارُ كُونِىْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى إِبْرٰهِيْمَ

(پ 17 ع 5)

"ہم نے حکم دیا اے آگ! تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔"

تیسری آزمائش:

اب سارے ہتھیار آزمائے جا چکے تھے مشرک قوم کے ترکش کا جو آخری تیر پھینکا گیا وہ یہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا، یوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری آزمائش کا دور شروع ہوتا ہے۔

باپ مخالف، عوام دشمن اور حکومت وقت انہیں باغی و سرکش قرار دے چکی ہے۔ اب اس کے علاوہ چارہ ہی کیا تھا کہ وہ وطن سے راہ خدا میں ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ اس کڑی آزمائش سے بھی آپ مسکراتے ہوئے گزر گئے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

إِنِّىْ ذَاهِبٌ إِلٰى رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ

"کہ میں جانے والا ہوں اپنے پروردگار کی طرف وہ یقیناً میری راہ نمائی کرے گا۔"

آزمائش کا نیا دور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی کرامت:

یہ کہہ کر آپ براستہ فلسطین مصر روانہ ہوگئے۔ راستے میں ایک ظالم بادشاہ نے آپ کو گرفتار کر لیا۔ جو ہر راہگیر و مسافر کی عزت پر ہاتھ صاف کرتا تھا۔ اپنی عادتِ خبیثہ کے مطابق جب اس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عصمت پر دست درازی کا ارادہ کیا تو حضرت سارہ نے وضو کیا اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ رب العزت سے دعا کی کہ اے اللہ! اگر میں تیرے ساتھ اور تیرے رسول کے ساتھ ایمان لائی ہوں تو مجھ پر اس کافر کو مسلط نہ کر۔ (حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی دعا منظور ہوئی) تو بادشاہ کا گلا گھٹنے لگا اور وہ ایڑیاں رگڑنے لگا۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے عاجزانہ درخواست کی اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا أَضُرُّكِ" کہ اے سارہ! تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے لیے دعا کر میں تجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں دوں گا۔" حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے دعا کرنے پر بادشاہ ٹھیک ہو گیا تو اس نے حضرت سارہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت سارہ کی خدمت کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نکاح میں دے دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس مرحلہ سے بخیر و خوبی گزارہ تو اپنے بڑھاپے اور دین کی بڑھتی ہوئی ذمہ داری پر نظر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نیک اور صالح فرزند کی دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے اور فرزندِ ارجمند کی خوشخبری دیتا ہے جس کا ذکر یوں ہے:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝

(الصافات)

"اے پروردگار! مجھ کو ایک نیک و کار فرزند عطا فرما۔ پس ہم نے اس کو ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری دی۔"

جب بچہ پیدا ہوا تو ایک نئی آزمائش سامنے کھڑی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اے ابراہیم! حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اپنے لختِ جگر نورِ چشم حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک ویران جنگل میں چھوڑ آؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فوراً تعمیل ارشاد کیا اور اپنے اکلوتے شیر خوار بچے اور بیوی کو سنسان بیابان جنگل میں چھوڑ کر واپس ہوئے تو پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا حیران ہو کر پوچھتی ہیں کہ اسماعیل کے ابا جان آپ ہم کو اس وحشت ناک مقام پر اکیلا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی توجہ نہ دی تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے دوڑ کر فرمایا:

کجا روی   اے   سکون   بال   مرا

اس پر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے رفیقِ زندگی! کیا آپ اپنی مرضی سے ایسا کر رہے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے اس طرح حکم دیا ہے؟ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسا کر رہا ہوں یہ سن کر حضرت سارہ نے کمال توکل کا ثبوت دیا اور مطمئن ہو کر فرمانے لگی: اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا اللّٰهُ اَبَدًا۔ "پھر اللہ ہرگز ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔" اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنے اہل و عیال کی محبت کو حبِ خداوندی پر قربان کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انوکھا امتحان:

جب بچہ کچھ بڑا ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے بڑے امتحان سے گذرنا پڑا۔ یہ وہ انوکھا امتحان تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام رہتی دنیا تک کائنات کے گوشے گوشے میں چمکا دیا لیجئے کلیجہ تھام کر اس امتحان کی داستان سنئیے! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے اپنے جگر گوشہ کو ذبح کر رہے ہیں چونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی الٰہی ہوتا ہے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام رضا و تسلیم کا پیکر بن کر تیار ہو گئے اور صبح اٹھتے ہی اللہ تعالیٰ کے فرمان کو پورا کرنے کے لئے اپنے بیٹے کو نہلا دھلا کر صاف ستھرا لباس پہنا کر گھر سے باہر روانہ ہو جاتے ہیں۔

ابلیس کی تلبیس ناکام ہوگئی:

اس موقعہ پر شیطان لعین نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پھسلانے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرانے کے لئے بڑے جتن کیے۔ خصوصاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ورغلانے کیلئے ابلیس اپنے تلبیسانہ انداز میں کہنے لگا کہ اے ابراہیم! یہ کس قدر بے رحمی، سفاکی پدری محبت کے منافی ہے کہ تم اپنے اکلوتے چاند سے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دو۔ کیا تمہارا خون سفید ہو چکا ہے۔ یا دل پر پتھر رکھا ہوا ہے جو بالکل بے رحم ہو گیا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی باتوں میں آنے کی بجائے فرمانے لگے، بیٹے کی محبت، حکم خداوندی سے زیادہ عزیز نہیں ہے بلکہ اس کی امانت ہے جب وہ مانگے اس کے حوالہ کرنا میری ذمہ داری ہے شیطان مردود تکا سا منہ لے کر رہ گیا۔ اور حسرت و یاس کے سوا کچھ حاصل نہ کر سکا۔ (ابن کثیر۔ ج 4 ص 15)

چلتے چلتے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ فاصلہ پر پہنچ گئے تو جلدی سے خدا کے حکم کی تعمیل کا ارادہ کیا۔ لیکن چونکہ یہ معاملہ تنہا اپنی ذات سے وابستہ نہ تھا بلکہ اس امتحان کا دوسرا جز وہ بیٹا تھا جس کی قربانی کا حکم تھا۔ اس لیے باپ اور بیٹے کے درمیان لرزہ خیز مکالمہ ہوتا ہے جس کو قرآن مجید کی روشنی میں درج کیا جاتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باپ: يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى

"میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ بتاؤ تمہاری کیا مرضی ہے؟"

بیٹا: يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (الصافات)

"پیارے ابا جان! جو حکم آپ کو ہوا ہے اسے سر انجام دیں انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔"

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین و آسمان حیران تھے اس اطاعت گزاری پر

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ پیارے ابا جان! ذبح کرتے وقت میرے ہاتھ اور پاؤں باندھ لینا مبادہ میں تڑپوں اور بے صبروں میں لکھا جاؤں۔ پیارے ابا جان! ذبح کرتے وقت مجھے الٹے منہ زمین پر لٹانا کہیں ایسا نہ ہو کہ چھری چلاتے وقت میرا چہرہ دیکھ کر پدری محبت غالب آ جائے اور چھری ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ خدا کے حکم کی تعمیل میں دیر ہو جائے۔ پیارے ابا جان! چھری کو تیز بھی کر لیں تا کہ جلدی اللہ کے حضور حاضر ہو جاؤں اور گھر جا کر میری امی جان کو میرا آخری سلام عرض کر دینا اور تسلی بھی دینا۔ لیجیے ابا جان اب بسم اللہ کیجیے!

یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندگی

قرآن پاک نے باپ بیٹے کے اس جذبۂ فداکاری کو اسلام سے تعبیر کیا ہے:

فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ (الصافات)

جب دونوں نے حکم خداوندی پر وفا شعاری دکھائی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام معصوم بیٹے کو ذبح کرنے اور اسماعیل علیہ السلام حکم خداوندی کے مطابق ذبح ہونے پر تیار ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پچھاڑ دیا اور چھری اس کے حلق پر پھیرنی شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی کریمیت کا دریا جوش میں آیا اور آواز آئی:

وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اِنَّا كَذَالِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِيْنُ ○ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ (پ 23 ع 7)

اے ابراہیم! ہم تیری اطاعت شعاری کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ (معصوم بچے کے خون ناحق پر اصرار نہ تھا) تم اپنے امتحان میں کامیاب ہوگئے۔ واقعی اتنی بڑی آزمائش میں پورا اترنا تمہارا ہی کام ہے ہم نے ایک عمدہ دنبہ بھیج دیا اس کو ذبح کر کے اپنے خواب کی تعبیر پوری کر لو۔

طغیان ناز ہیں کہ جگر گوشۂ خلیل
خود زیر تیغ رفت و شہیدش نم کندہ

حضرات یہ ہے اسلام کی عملی تصویر۔ اسلام کے معنی ہی یہ ہیں:

الاسلام: گردن بہ اطاعت نہا دند

"اپنی گردن کو اطاعت خداوندی میں جھکا دینا۔"

یہ شہادت الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

اسوۂ ابراہیمی:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مندرجہ بالا واقعہ اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ ملت ابراہیمی کا ہر آدمی اسلام کی سربلندی اور اشاعت دین میں لومۃ لائم کی پرواہ کیے بغیر ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے ہمہ وقت تیار رہے۔ عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر ٹھیک اسی روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کی قربانی بارگاہ خداوندی میں پیش کی تھی۔ ہم مسلمانوں پر راہ خدا میں جانوروں کی قربانی دراصل اسی واقعہ کی یادگار ہے۔ ایک حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اگرچہ وہ ضعیف ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا هٰذِهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاضْحىٰ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔

(سنن ابن ماجه۔ کتاب الاضاحی، باب ثواب الاضحية، حديث: 3127)

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ! قربانی کیا ہے؟ فرمایا: یہ تمہارے بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔“

لیکن یاد رہے کہ اس سے مخلوق خدا کی تحسین اور داد مقصود نہ ہو۔ ورنہ نیکی برباد اور گناہ لازم آجائے گا بلکہ جانور کے گلے پر چھری پھیرتے اپنی تمام خواہشات نفسانیہ پر بھی چھری پھیر دینے کا تصور کرے اور ملتِ ابراہیمی کا سچا متبع بن کر اپنا تن من دھن راہِ خدا میں قربان کرنے کا عہد کرے یہ تب ہوسکتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کو خدا کے لیے وقف کر دیں جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت:

چونکہ یہ عیدالاضحیٰ کا بیان ہے جس میں مسلمان لاکھوں جانوروں کو رضائے الٰہی کے لیے ذبح کرتے ہیں۔ تو یہ سارا مہینہ ہی برکت والا ہے لیکن اس ماہ کے پہلے دس دن بہت مبارک ہیں۔

قرآن مجید میں عشرہ ذوالحجہ کا بیان:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝

”قسم ہے فجر کے وقت کی اور ذوالحجہ کی دس راتوں کی۔“

دُرِ منثور میں متعدد سندوں سے حدیث مروی ہے کہ ولیال عشر سے مراد ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ دوسرے مقام پر اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

وَلِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ
عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس آیت میں ایام معلومات سے مراد ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں عشرہ ذوالحجہ کا بیان:

حدیث 1

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ اَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشَرَةِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلًا خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَالِكَ بِشَىْءٍ

(بخاری شریف۔ کتاب العیدین، باب فضل العمل فی ایام التشریق: 969)

"ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سال بھر میں کوئی دن ایسا نہیں کہ اس میں عمل صالح اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب ہو جس قدر عشرہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں محبوب ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! جہاد فی سبیل اللہ (کامل) بھی ایسا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد بھی اتنی فضیلت نہیں رکھتا۔ مگر وہ شخص ضرور فضیلت رکھتا ہے جو محاذ جنگ پر اپنا مال اور اپنی جان قربان کر دے اور واپس کچھ نہ لائے۔"

حدیث 2

طبرانی میں سند جید سے حدیث آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا مِنْ اَيَّامٍ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ وَلَا اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ الْعَمَلُ فِيْهِنَّ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ۔

"حضور ﷺ نے فرمایا: ان دس دنوں سے کوئی دن اللہ کو زیادہ محبوب اور اللہ کے نزدیک زیادہ بڑا نہیں ہے۔ اس لیے ان دنوں میں کثرت سے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کا ذکر کرو۔"

حدیث 3

عبداللہ بن قرط سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ أَعْظَمَ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمُ الْقَرِّ

(سنن ابن داود۔ کتاب المناسك، باب الهدى اذا عطب، 1552، صححه البانى رحمه الله)

''اللہ کے ہاں تمام دنوں میں سب سے بڑا دن ''یوم النحر'' اور پھر یوم القر یعنی گیارہ ذوالحجہ کا دن ہے۔''

عشرہ ذوالحجہ میں حجامت بنانے کی ممانعت:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا فَلَا يَقْلَمَنَّ ظُفْرًا۔

(مسلم۔ كتاب الاضاحى، باب نهى عن من دخل عليه عشر ذى الحجه: 3655)

''ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ذوالحجہ کے پہلے دس دن شروع ہو جائیں تو جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو وہ اپنے جسم سے بال اور ناخن نہ اتروائے۔

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُّضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ (ایضًا)

''جب تم میں سے کوئی ایک ذوالحجہ کا چاند دیکھے تو وہ اپنے بال کٹوانے اور ناخن کاٹنے سے رک جائے۔''

جس کو قربانی میسر نہ ہو اسے بشارتِ نبوی ﷺ:

بعض لوگ تنگدستی کی وجہ سے قربانی نہیں کر سکتے لیکن عمل صالح کا جذبہ ضرور ہوتا ہے چنانچہ ان کو چاہیے کہ وہ قربانی کرنے والوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کے لیے حجامت نہ بنوائیں (یعنی ذوالحجہ کے پہلے دس دن) تو ان کو بھی قربانی کا ثواب مل جائے گا۔

جس آدمی کا قربانی کا ارادہ نہ ہو اس کے لیے بال اور ناخن کاٹنے کی ممانعت کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں، ہاں ایسا شخص اگر قربانی کا اجر حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ عید کے دن اپنے بال اور ناخن تراش لے، مونچھیں کاٹ لے اور زیر ناف بال صاف کر لے۔ جس طرح حدیث پاک میں وارد ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اُمِرْتُ بِیَوْمِ الْاَضْحٰی عِیْدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ ، قَالَ الرَّجُلُ اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِیْحَةً اُنْثٰی اَفَاُضَحِّیْ بِهَا؟ قَالَ: لَا وَلٰکِنْ تَاْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَاَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ مِنْ شَارِبِكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَتِلْكَ تَمَامُ اُضْحِیَتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ

(سنن ابی داود۔ کتاب الضحایة باب ما جاء فی ایجاب الأضحی، حسن: 2789)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو اضحیٰ والے دن عید کا حکم دیا گیا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے مقرر فرمایا ہے، ایک شخص نے عرض کی، آپ مجھے بتلائیں اگر میں قربانی کے لیے مادہ دودھ دینے والی بکری کے سوا کچھ نہ پاؤں تو کیا اس کی قربانی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! لیکن تو اپنے بال اور ناخن تراش لینا، اپنی مونچھیں کاٹنا اور شرمگاہ کے بال صاف کر دینا اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری مکمل قربانی ہو جائے گی۔“

تکبیرات کا آغاز:

ذوالحجہ کا چاند طلوع ہوتے ہی تکبیرات عید کا آغاز ہو جانا چاہیے جیسا حدیث شریف میں ہے:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ يَخْرُجَانِ اِلَى السُّوْقِ فِیْ اَيَّامِ الْعَشْرِ يُكَبِّرَانِ وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهِمَا ـ

(بخاری۔ کتاب العیدین، باب فضل العمل فی ایام التشریق)

”کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عشرۃ ذوالحجہ میں جب بازار میں نکلتے تو تکبیریں کہتے، لوگ بھی ان کی تکبیریں سن کر تکبیریں کہنا شروع کر دیتے تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خصوصاً ذوالحجہ کی 9 تاریخ سے 13 تاریخ کی شام تک تو بڑے اہتمام سے تکبیریں کہنی چاہئیں۔

جہری تکبیریں:

یہ سنت متروک ہے اس کو زندہ کیا جائے۔ عیدگاہ کی طرف جاتے وقت بلند آواز سے تکبیریں کہنی چاہئیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ مصفیٰ شرح موطا امام مالک میں فرماتے ہیں:

درمنازل وطرق ومساجد، اسواق وبعد از صلوۃ بگویند وباید کہ رفع صوت کند کہ از شعائر اسلام است واظہار شعائر اسلام مطلوب است ولہٰذا ایں جا جماعت مشروع شد۔ پس رفع صوت در عید ومقامات آں مشروع باشد۔

”محلے، راستے ومساجد اور بازار ہماری تکبیروں سے گونج اٹھنے چاہئیں کیونکہ عید اسلام کے شعائر سے ہے اور شعائر کا اظہار شریعت کو مطلوب ہے اسی وجہ سے اسکی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے لہٰذا یہاں تکبیریں کہنا مشروع ہے۔“

اسکی تائید بعض حدیثوں سے بھی ہوتی ہے، اگرچہ وہ درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

زَيِّنُوْا اَعْيَادَكُمْ بِالتَّكْبِيْرِ (الترغیب والترھیب، ج 2 ص 79)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بھی ثابت ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالاَضْحٰى رَافِعًا صَوْتَهٗ بِالتَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى يَاْتِيَ الْمُصَلّٰى۔ (التلخیص الحبیر، امام ابن حجر۔ ج1 ص 79)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن باہر جاتے ہوئے بلند آواز سے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہتے حتی کہ عیدگاہ پہنچ جاتے۔“

اور ایک مرفوع حدیث میں بھی اس کے بارے میں موجود ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يَخْرُجُ فِى الْعِيْدَيْنِ مَعَ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاس وعَبدالله وَالعباس وعلى و جعفر والحسنِ والحسين واسامةَ بْنِ زَيْدٍ وَزَيدِبْنِ حَارِثَةَ وَايمنِ بْنِ اَيمن رضی اللہ عنہم رَافِعًا صَوتَهٗ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيْلِ (السنن الکبریٰ، امام بیہقی)

”آنحضرت ﷺ اپنے گھر کے آدمیوں کی معیت میں بلند آواز سے تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے عیدگاہ کو جاتے تھے آپ کے ساتھ فضل بن عباس، عبداللہ بن عباس، علی، جعفر، حسن، حسین، اسامہ بن زید، زید بن حارثہ اور ابن ایمن رضی اللہ عنہم بھی تھے۔“

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی یہی تھا۔

كَانَ يَغْدُوْا اِلَى الْعِيْدِ مِنَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ

”آپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) بلند آواز سے تکبیریں کہتے ہوئے عیدگاہ کو جایا کرتے تھے۔“ (التلخیص الحبیر۔امام ابن حجر، ج1 ص 79)

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ عشرہ ذوالحجہ خصوصاً ایام تشریق میں بلند آواز سے تکبیریں کہنی مسنون ہیں۔

الفاظ تکبیرات:

اس سلسلہ میں کوئی مرفوع صحیح حدیث آنجناب ﷺ سے مروی نہیں البتہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے بالفاظ مختلف درج ذیل روایات ہیں، ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا تذکرہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! تو میرے اہل بیت میں سے ہے، ان سے تکبیر کے درج ذیل الفاظ منقول ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا

(السنن الکبریٰ۔ ج3 ص 316، نیل الاوطار۔ ج2 ص 621، یاد رہے مشہور امام حدیث امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیں ج2 ص 595 طبع دارالسلام، ریاض)

فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

(مصنف ابن ابی شیبہ۔ ج1 ص 488، نیل الاوطار۔ ج2 ص 621)

اور اسی طرح مفسر قرآن، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے درج ذیل الفاظ منقول ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَجَلُّ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ۔ ج1 ص 489)

قارئین کرام! یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ان ایام میں اپنی زبان کو اللہ کی بڑائی سے تر رکھنا چاہیے اور ہر وہ کلمات جن میں اللہ کی تہلیل وتکبیر کا ذکر ہے وہ پڑھنے درست ہیں۔

عید کی رات اور مسلمانوں کی آوارگی:

اس عشرہ میں عید کی رات کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے اس رات کو قیام اور تلاوت قرآن کا اہتمام اور توبہ واستغفار بکثرت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، مگر افسوس کہ ہمارے معاشرے میں اس رات کو خوب آوارہ گردی کی جاتی ہے، مرد ہی کیا عورتیں بھی بن سنور کر رات کو بازاروں میں گھوم پھر کر شاپنگ کرتے ہوئے ضائع کر دیتی ہیں۔ بلکہ اس روشن خیال ملک میں تو اس رات کو خرید وفروخت کی رات سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ یہ بات قطعی طور پر درست نہیں۔

عید کی صبح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن صبح نیا دھلا ہوا لباس پہنتے اور خوشبو لگا کر عید گاہ میں جاتے۔

یاد رہے! عید کے دن سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل فرمانا صراحتاً کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، البتہ دیگر روایات کے مفہوم اور صریح ضعیف روایات کے منطوق سے یہی مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید سے قبل غسل بھی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِی الْعِیْدَیْنِ اَنْ نَلْبَسَ اَجْوَدَ مَا نَجِدُ وَاَنْ نَتَطَیَّبَ بِاَجْوَدَ مَا نَجِدُ۔

(التلخیص الحبیر۔ امام ابن حجر، ص 144)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ عیدین میں حسب استطاعت عمدہ لباس اور عمدہ خوشبو استعمال کریں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مستورات کا بھی عیدگاہ میں جانا ضروری ہے:

اس مسئلہ میں فقہا کا اگرچہ کچھ اختلاف ہے تاہم محقق علمائے کرام کا یہی فیصلہ ہے کہ عورتوں کو بھی عیدگاہ میں جانا چاہیے بلکہ بعض واجب کہتے ہیں اس کے بارے میں مندرجہ ذیل دلائل یہ ہیں:

1- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يُخْرِجُ بَنَاتَهٗ وَنِسَائَهٗ فِي الْعِيْدَيْنِ۔ (سنن ابن ماجه، السنن الكبرى، امام بيهقي)

"کہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں اور بیویوں کو عیدین میں نکالا کرتے تھے۔"

2- عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يُخْرِجُ النِّسَآءَ فِي الْعِيْدَيْنِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ فَالْعَوَاتِقُ قَالَ نَعَمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهَا ثَوْبٌ تَلْبَسُ ثَوْبَ صَاحِبَتِهَا۔

(نيل الاوطار۔ كتاب العيدين، امام شوكاني رحمہ اللہ)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کو عیدگاہ لے جانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ان کے نکلنے کا حکم دیا پھر آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ لڑکیوں کو بھی عیدگاہ میں جانا چاہیے۔"

3- عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَمَرَنَا اَنْ نُّخْرِجَ الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ اِلَى الْمُصَلّٰى (بخاری۔ كتاب العيدين، باب اعتزال الحيض المصلى: 981)

"حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم بالغ لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو بھی عیدین میں لے جائیں۔"

تاکہ وہ مسلمانوں کی نیک دعاؤں میں شریک ہوسکیں۔ البتہ حائضہ عورت نماز ادا نہ کرے۔

حنفی مسلک:

مولانا انور شاہ رحمہ اللہ حنفی فرماتے ہیں:

اَصْلُ مَذْهَبِنَا جَوَازُ النِّسْوَانِ اِلَى الْعِيْدَيْنِ (العرف الشذى ص 244)

"کہ ہمارا اصل مذہب تو یہی ہے کہ عورتیں عیدگاہ جاسکتی ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعودیہ کے مفتیان کرام کی کمیٹی کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ:

مِنَ السُّنَّةِ خُرُوْجُ النِّسَآءِ اِلَى الْمُصَلّٰى فِي الْعِيْدَيْنِ

(فتاویٰ اللجنة۔ ج8ص 286)

"نمازعیدین میں عورتوں کا عیدگاہ میں جانا سنت ہے۔"

ضروری احتیاط:

مندرجہ بالا دلائل سے واضح ہوگیا کہ مستورات کو عیدگاہ میں ضرور جانا چاہیے علماء کا آخری فیصلہ یہ ہے۔

مگر یاد رہے! کہ عیدگاہ میں جاتے وقت عورتیں بڑھکیلا، دلکش، شوخ لباس یا جاذب توجہ دلربا نقش ونگار والا برقعہ یا چھنکار پیدا کرنے والا زیور مت پہنیں اور خوشبو بھی نہ لگائیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی حرکات سے سخت منع فرمایا ہے۔ لہٰذا احتیاط لازمی ہے ورنہ نیکی برباد ہوگی اور گناہ لازم آئے گا۔

عید کی نماز:

1- عید کی نماز شہر سے باہر کھلے میدان میں ادا کی جائے مگر جب کوئی شرعی عذر بارش وغیرہ ہو تو مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَصَلّٰى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوةَ الْعِيْدِ فِي الْمَسْجِدِ۔

(ابو داود۔ كتاب الصلوة، باب يصلى بالناس العيد فى المسجد: 1160)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن انہیں (صحابہ کو) بارش نے آلیا پھر نبی کریم ﷺ نے عید کی نماز مسجد میں پڑھائی۔"

یاد رہے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ عظام سے بھی یہی ثابت ہے نماز عید کھلے میدان میں ادا کرنی چاہیے۔ کھلے میدان میں اہتمام ممکن ہونے کے باوجود مسجد میں نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔

2- عید کی نماز صرف دو رکعت ہے اس سے قبل یا بعد کوئی نماز نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ خرج النَّبِيُّ ﷺ يوم عيد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصلی رکعتین لم یُصَلِّ قَبْلَھُمَا وَلَا بَعْدَھُمَا ۔

(یہ حدیث صحاح ستہ میں ہے۔ بخاری۔ کتاب العیدین، باب الصلوۃ قبل العید و بعدھا)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عید کے روز دو رکعتیں پڑھائیں، آپ ﷺ نے اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ بعد میں۔"

البتہ سنن ابن ماجہ میں ایک صحیح حدیث ہے جس میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عید سے فراغت کے بعد جب گھر تشریف لاتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے۔

3- تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز عید کی کل بارہ تکبیریں ہوتی ہیں۔ پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى فِي الْاُوْلٰى سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا

(سنن ابو داود۔ کتاب الصلوۃ ،باب التکبیر فی العیدین،یہ حدیث صحیح ھے۔)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ کی پہلی رکعت میں سات تکبیرات کہتے اور دوسری میں پانچ۔"

یاد رہے! حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سمیت کئی صحابہ اور تابعین کا بھی یہی موقف ہے۔ مزید تفصیل کے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

(المغنی۔امام ابن قدامہ، ج3ص 270، بدایۃ المجتھد)

نمازِ عید خطبہ سے پہلے ادا کی جائے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

شھدت العید مع رسول اللہ ﷺ وابی بکر و عمر و عثمان فکلھم کانوا یصلون قبل الخطبۃ

(بخاری۔ ج2ص 453،مسلم۔ ج2ص 602)

"میں رسول اللہ ﷺ ابوبکر، عمر، اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید کے موقعوں پر حاضر ہوا وہ سب نمازِ عید خطبہ سے پہلے ادا کرتے تھے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4- جس شخص کی نمازِ عید رہ جائے وہ اکیلا نماز ادا کرے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عنوان سے باب قائم کیا ہے۔

بَابُ اِذَا فَاتَهُ الْعِيْدُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ (بخاری۔ج1ص 134)

اس مسئلہ کا بیان کہ جب کسی شخص کی نماز عید فوت ہو جائے تو وہ اکیلا دو رکعت پڑھ لے۔

5- نماز سے فارغ ہو کر تکبیریں پڑھتے ہوئے راستہ بدل کر واپس آنا چاہیے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مسئلہ پر باب باندھا ہے۔

"بَابُ مَنْ خَالَفَ الطَّرِيْقَ اِذَا رَجَعَ "اور پھر درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ (بخاری۔کتاب الجمعه،باب من خالف الطريق)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عید کا دن ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عید گاہ سے واپس آنے کے وقت عید کو جانے والا) راستہ تبدیل کرتے تھے۔"

6- عید گاہ کی طرف جاتے اور آتے ہوئے پیدل چلنا چاہیے جس طرح ترمذی کی ایک حدیث میں ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ نَخْرُجَ اِلَى الْعِيْدِ مَاشِيًا وَاَنْ تَاْكُلَ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ ۔

(جامع ترمذی۔ باب ماجاء فی المشی، 530،امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن کہا ہے۔)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنت نبویہ ہے کہ تو عید گاہ کی طرف پیدل چل کر جائے اور تو عید (الفطر) کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھائے۔"

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اسی وجہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پیدل یا سواری پر جائے دونوں کو جائز لکھا ہے۔

بَابُ الْمَشْيِ وَالرُّكُوْبِ اِلَى الْعِيْدِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ

(بخاری۔ج1ص 131)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"عید کی طرف پیدل اور سوار ہو کر جانے اور اذان اور تکبیر کے نہ ہونے کا بیان۔"

اس کی تشریح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"بخاری کے ایک شارح ابن التین نے امام بخاری رحمہ اللہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس باب کے تحت امام بخاری نے جتنی احادیث ذکر کی ہیں ان میں پیدل چلنے یا سوار ہونے میں کسی مسئلہ کا ذکر نہیں۔ اس اعتراض کا جواب زید بن منیر نے یہ دیا کہ کسی ایک مسئلہ کی حدیث ذکر نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدل چلنا اور سوار ہونا دونوں طرح جائز ہے دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہے اور احادیث ذکر نہ کرنے کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس مسئلہ میں جس قدر احادیث ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔ چنانچہ ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید پڑھنے کے لیے پیدل چلنا سنت نبوی ہے اور ابن ماجہ حضرت سعد قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید پڑھنے کے لیے پیدل چلتے تھے اور ابن ماجہ میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث بھی اسی کے مطابق ہے لیکن ان تینوں احادیث کی اسناد ضعیف ہیں۔"

مذکورہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں لیکن سوار ہونے کے متعلق کوئی صحیح یا ضعیف حدیث بھی نہیں ہے بلکہ ایک مرسل روایت میں سوار ہونے کی نفی موجود ہے۔ جس کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِیُّ فِی الْاُمِّ بَلَغَنَا عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ مَا رَكِبَ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ عِیْدٍ وَلَا جَنَازَةٍ قَطُّ

(فتح الباری۔شرح صحیح بخاری۔ج 3ص 103)

"امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے کتاب "الام" میں لکھا ہے کہ ہمیں امام زہری سے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اور جنازہ میں کبھی سوار نہیں ہوئے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مزید توجیہات بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

وَكَاَنَّهٗ یَقُوْلُ الْاَوْلٰی الْمَشْیُ حَتّٰی یَحْتَاجَ اِلَی الرُّكُوْبِ

(فتح الباری۔شرح صحیح بخاری۔ج 3ص 103)

"گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ (عید کی طرف) پیدل چل کر جانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ بہتر ہے۔ لیکن اگر سواری کی ضرورت ہو تو آدمی سوار بھی ہو سکتا ہے۔"

یاد رہے! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مطلق روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ فَاْتُوْھَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ

(صحیح مسلم۔ کتاب المساجد، باب استحباب اتیان الصلوۃ: 946)

"جب تمہیں نماز کے لیے بلایا جائے تو تم اس کی ادائیگی کے لیے چلتے ہوئے آؤ۔"

عید کے روزے کی ممانعت:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صَوْمِ یَوْمَیْنِ یَوْمِ الْفِطْرِ وَیَوْمِ الْاَضْحٰی (صحیح مسلم۔ ج1 ص 380)

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یوم کے روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے عید الفطر کا دن اور عید الاضحیٰ کا دن۔"

نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح احادیث مروی ہیں جن میں یہ صراحت ہے کہ اس دن کا روزہ رکھنا قطعاً جائز نہیں۔ بلکہ عدم جواز پر امت کا اجماع ہے۔

ایامِ تشریق کے روزہ کی ممانعت:

عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نَھٰی عَنْ صَوْمِ اَیَّامِ تَشْرِیْقٍ (مؤطا امام مالک و دیگر کتب احادیث)

"حضرت سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔"

عَنْ مَالِكٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَھْلَ الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ لَا بَأْسَ بِصِیَامِ الدَّھْرِ اِذَا اَفْطَرَ الْاَیَّامَ الَّتِیْ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صِیَامِھَا وَھِیَ اَیَّامُ مِنًی وَیَوْمُ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی۔

(موطا امام مالک۔ ج1 ص 92)

"امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اہل علم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان دنوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزے نہ رکھے جائیں جن کے روزے رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ باقی سب زمانے کے روزے رکھنے جائز ہیں۔ جن دنوں کے روزے رکھنے سے منع کیا گیا ہے وہ ایام تشریق، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے ایام ہیں۔

ایام تشریق کون سے ہیں؟

ایک حدیث میں وارد ہے:

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَھٰی عَنْ صَوْمِ خَمْسَةِ اَیَّامٍ فِی السَّنَةِ یَوْمِ الْفِطْرِ وَیَوْمِ النَّحْرِ وَثَلَاثَةِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ

(المنتقی مع نیل الاوطار)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سال بھر میں پانچ دن کے روزں سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے عیدالفطر کا دن یعنی شوال کا پہلا دن، یوم النحر یعنی ذوالحجہ کا دسواں دن اور تشریق کے دن یعنی ذوالحجہ کی 11، 12، 13 تاریخ۔"

حضرت پیر شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ:

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ بَعْدَ النَّحْرِ (غنیۃ الطالبین۔ص 429)

"نحر کے بعد تین دن ایام تشریق ہیں۔"

فقہ حنفی کی چوٹی کی کتاب جسے الھدایۃ کالقرآن کہتے ہیں۔ ہدایہ قرآن شریف کی طرح ہے، اس میں بھی لکھا ہے کہ ایام تشریق تین دن ہیں 11، 12، 13۔

(ھدایہ آخرین کتاب الاضحیۃ۔ص 420، طبع لکھنؤ)

عشرۂ ذوالحجہ کے فضائل میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ ان میں سے نواں دن یوم عرفہ ہے اور یہ وہی دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل فرمایا اور اہل اسلام پر اپنی نعمت کو پورا فرمایا۔

یوم عیدالاضحیٰ کا افضل ترین عمل:

عیدالاضحیٰ کے دن تمام اعمال صالحہ سے افضل ترین عمل قربانی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهُ لَيَاْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا. (صحیح جامع ترمذی۔ ج1 ص 275 فیہ ضعف)

”عید کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل اتنا محبوب نہیں جتنا قربانی کے جانور کا خون بہانا محبوب ہے۔ قیامت کے دن اس کے سینگ، کھر، بال تک قربانی دینے والے کے میزان میں تولے جائیں گے۔ اس لیے خوش دلی کے ساتھ قربانی دیا کرو۔“

قربانی سنتِ مستمرہ:

اللہ کی راہ میں ایک جان کا نذرانہ پیش کرنا بہت بڑا عظیم عمل ہے، آنحضرت ﷺ بڑے ذوق شوق سے اہتمام فرماتے تھے۔ قربانی کرنا صاحبِ استطاعت کے لیے باعثِ خیر وبرکت ہے۔ البتہ اس کے فضائل میں عموماً جو روایت پیش کی جاتی ہیں وہ ضعف سے خالی نہیں۔

حدیث 1

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے دریافت کیا کہ قربانی واجب ہے؟ آپ نے فرمایا:

ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَجَرَتْ بِهِ السُّنَّةُ (سنن ابن ماجه شريف: 232)

”کہ نبی ﷺ نے قربانی دی اور مسلمان آنحضرت ﷺ کے بعد بھی قربانی دیا کرتے تھے اور یہ سنت جاری ہوگئی۔“

اور ترمذی کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ جس کی سند بھی ضعیف ہے۔

فَاَعَادَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْقِلُ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ (ترمذی۔ کتاب الاضاحی، باب الدلیل علی ان الضحیة سنة)

”اس نے دوبارہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم سمجھتے نہیں ہو میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ حضور ﷺ نے بھی قربانی دی اور عام مسلمان بھی قربانی دیا کرتے تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیث 2

اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّي

(ترمذی۔کتاب الاضاحی،باب الدليل على ان الضحية سنة)

"حضور ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے اور ہمیشہ قربانی دیتے رہے۔"

حدیث 3

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰى كُلِّ اَهْلِ بَيْتٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ اُضْحِيَةٌ

(سنن ابن ماجہ۔ابواب الاضاحی: 3163،سنن نسائی۔کتاب الفرع والعتيرة)

"لوگو! ہر گھر پر ہر سال ایک قربانی ہے۔"

حدیث 4

مَنْ كَانَ لَهٗ سَعَةٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا

(مستدرک حاکم، کتاب الاضاحی، ج 4ص 231،سنن ابن ماجہ۔ابواب الاضاحی: 3160،امام حاکم،امام ذہبی اور امام البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔)

"جس شخص کو گنجائش ہو اور پھر قربانی نہ دے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔"

حدیث 5

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے سوال کیا:

فَمَا لَنَا فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا وَالصُّوْفُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ ۔ (سنن ابن ماجہ۔کتاب الاضاحی،باب ثواب الاضحية،ضعيف)

"یارسول اللہ! ہمیں قربانی میں کیا ثواب ملے گا؟ فرمایا: تمہیں قربانی کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یارسول اللہ! بھیڑ یا دنبہ کی اون کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ بھیڑ، یا دنبے کے بھی ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندازہ فرمایئے! مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک جانور ذبح کرکے ان گنت نیکیاں جمع کرلیتا ہے۔

قربانی واجب ہے یا سنت؟:

صحیح موقف یہی ہے کہ قربانی کے سنت موکدہ ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ البتہ آدمی صاحب استطاعت ہو تو اس کو اس عظیم نیکی سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔ جو احباب قربانی کو فرض قرار دیتے ہیں ان کے تمام استدلالات باطل ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق مروی ہے:

إِنَّهُمَا كَانَا لَا يُضَحِّيَانِ عَنْ أَهْلِهِمَا مَخَافَةَ أَنْ يُرٰى ذَا وَاجِبًا

"وہ دونوں اپنے گھر والوں کی طرف سے اس ڈر کے پیش نظر قربانی نہیں کرتے کہ لوگ اسے واجب نہ سمجھ لیں۔"

سوال یہ ہے کہ آج کل جو علماء قربانی کی فرضیت یا وجوب کے قائل ہیں ان کو شیخین کریمین سے زیادہ دین کا فہم ہے؟ کبھی بھی عالم دین کو راہِ اعتدال نہیں چھوڑنی چاہیے۔ اسی طرح مشہور صحابی رسول حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق وارد ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ:

إِنِّي لَأَدَعُ الْأَضْحٰى وَإِنِّي لَمُوْسِرٌ مَخَافَةَ أَنْ يَرٰى جِيْرَانِي أَنَّهُ حَتْمٌ عَلَيَّ۔ (ارواء الغلیل، امام البانی رحمہ اللہ حدیث: 1139)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ (هِيَ سُنَّةٌ مَعْرُوْفَةٌ) امام ترمذی رحمہ اللہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرکے اپنا فیصلہ صادر فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأُضْحِيَةَ لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ وَلٰكِنَّهَا سُنَّةٌ مِنْ سُنَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

(جامع ترمذی شریف۔ ج1 ص 277)

ثابت یہ ہوا قربانی واجب تو نہیں البتہ سنت مؤکدہ ہے، نیز امام ابن حزم رحمہ اللہ، امام شوکانی رحمہ اللہ، امام ابن قدامہ رحمہ اللہ، معتدل مزاج أئمہ کرام قربانی کے سنت موکدہ ہونے کے ہی قائل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہترین قربانی:

قربانی کا جانور بہت عمدہ اور موٹا تازہ ہونا چاہیے عمدہ اور موٹی تازی قربانی انسان کے اخلاص اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی واضح دلیل ہے، جب دکھاوا اور شہرت مقصد نہ ہو، اچھا جانور کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا۔

حدیث نمبر۱:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَةَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُسَمِّنُوْنَ

(بخاری شریف۔ کتاب الاضاحی، باب اضحیۃ النبی ﷺ)

"مدینہ منورہ میں ہمارا طریقہ یہ تھا کہ قربانی کو وقت سے پہلے خرید کر موٹا تازہ کرتے تھے۔ دوسرے لوگ بھی ایسا ہی کرتے۔"

حدیث نمبر۲:

أَحَبُّ الْاَضَاحِيْ إِلَى اللّٰهِ أَعْلَاهَا وَأَسْمَنُهَا

(التلخیص الحبیر۔امام ابن حبیر رحمۃ اللہ)

"خدا کو سب سے زیادہ محبوب قربانی موٹی تازی اور عمدہ قسم کی ہے۔"

حدیث نمبر۳:

ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ

(مسلم۔کتاب الاضاحی، باب استحباب الاضحیۃ: 1966)

"کہ آپ ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی دی۔ دونوں سینگ والے اور چتکبرے تھے دونوں کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کیا اور بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھا۔"

قربانی کے جانور:

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ

''کہ ہر امت کے لیے ہم نے قربانی مقرر کی ہے تا کہ جو جانور (چار پائے) ان کو خدا نے دیے ہیں۔ قربانی کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کے جانوروں کے لیے بھیمۃ الانعام کا لفظ بولا ہے اور اس لفظ کی تشریح اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں یوں بیان فرمائی ہے:

وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَّ فَرْشًا كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

اور فرمایا:

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ

''اور یہ چوپائے آٹھ قسم پر ہیں۔ دو بھیڑوں میں نر مادہ۔ دو بکریوں میں سے۔ اس کے بعد پھر کہا دو اونٹوں میں سے نر مادہ۔ دو گائے میں سے نر مادہ۔''

اس آیت سے واضح ہو گیا کہ ان ہی آٹھ قسم کے جانوروں میں سے قربانی یا عقیقہ ہو سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی خیال ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ بھی زاد المعاد میں فرماتے ہیں:

وَهِيَ مُخْتَصَّةٌ بِالْأَزْوَاجِ الثَّمَانِيَةِ الْمَذْكُورَةِ فِي الْأَنْعَامِ

''یہ قربانی صرف آٹھ جانوروں کے ساتھ خاص ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں مذکور ہے۔''

یاد رہے! بھینس اور گھوڑے کی قربانی قرآن و حدیث سے ثابت نہیں، کسی جانور کے حلال ہونے سے اس کی قربانی کے جواز پر استدلال صحیح نہیں۔ ہرن حلال ہے لیکن اس کی قربانی جائز نہیں۔ آج کل کچھ محققین کرام اپنی تحقیق کا سارہ زور اسی پر لگا دیتے ہیں کہ بھینس کی قربانی کرنی چاہیے، حالانکہ یہ امت میں ایک نیا فتنہ ڈالنے والی بات ہے۔

پیٹ سے نکلنے والے بچے کا حکم:

سنت مطہرہ سے یہ بات ثابت ہے اگر قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے تو اس کا کھانا جائز ہے کیونکہ اس کی ماں کا ذبح کرنا اس کے ذبح کرنے سے کفایت کرتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذَكَاةُ الْجَنِيْنِ ذَكَاةُ اُمِّهٖ (مسند احمد: 11343)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے کہا:

يارَسُوْلَ اللّٰهِ نَنْحَرُ النَّاقَةَ وَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ (اَوِ الشَّاةَ) فَنَجِدُ فِيْ بَطْنِهَا الْجَنِيْنَ، اَنُلْقِيْهِ اَمْ نَاْكُلُهُ ؟

(سنن ابی داود۔ کتاب الضحایا،باب ما جاء فی زکاۃ الجنین، صحیح)

"یارسول اللہ! ہم اونٹنی، گائے اور بکری (یا بکری) کو ذبح کرتے ہیں تو اس کے پیٹ میں بچہ پاتے ہیں کیا ہم اس کو پھینک دیں یا کھالیں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر پسند کرو تو اسی کی ماں کو ذبح کر دینا ہی اسے ذبح کرنا ہے۔

ھدایا اور نسک میں فرق:

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے دو قسم کی قربانی کا حکم دیا ہے۔ایک کا نام "ہدایا" اور دوسری کا نام "نسک" ہے اور دونوں کا ذکر علیحدہ علیحدہ کیا ہے

احادیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد قربانی کے جانور ذبح کیے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاحیات اس پر عمل رہا اور صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین کا بھی اسی پر عمل رہا اور آج تک اہل حق مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے۔لہٰذا "نسک" کو ہدایا پر قیاس کر کے تمام لوگوں کو قربانی کرنے سے منع نہیں کیا جاسکتا۔جیسا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہے ۔یاد رہے! نسک اور ضحیٰ عام قربانی کے لیے مستعمل ہے۔

قربانی کا جانور بے عیب ہو:

اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضاجوئی کا تقاضا ہے کہ قربانی کا جانور صحتمند، تندرست اور موٹا تازہ ہونا چاہیے، بے عیب اور بے داغ ہو،معمولی سے معمولی عیب بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ ہو بچنا ہی بہتر ہے۔جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

حدیث: 1

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ مَاذَا يُتَّقٰى مِنَ الضَّحَايَا فَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ اَرْبَعًا الْعَرجَاء الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْعَوراءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ بَيِّنٌ مَّرَضُهَا، الْعَجْفَاءُ الَّتِيْ لَا تُنْقٰى۔

(سنن ابی داود ۔ کتاب الضحایا، باب ما یکرہ من الضحایا۔امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے)

حدیث نمبر:2

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّيَ مُقَابَلَةً وَلَا مُدَابَرَةً وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ

(سنن ابی داود۔ کتاب الضحایا،باب ما یکرہ من الضحایا،نسائی۔ کتاب الاضاحی،باب المقابلہ: 4372)

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل عیوب والا جانور قربانی کے لیے ناجائز ہے۔(۱)......لنگڑا جس کا لنگڑاپن ظاہر ہو۔(۲)......کانا جس کی آنکھ کا نقص واضح ہو۔(۳)......بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو۔(۴)......ایسا بوڑھا جس کی ہڈیوں میں مغز تک باقی نہ رہا ہو۔(۵)......جس کا کان اگلی طرف سے کٹا ہوا ہو۔(۶)......جس کا کان لمبائی میں چرا ہو۔(۷)......جس کے کان میں سوراخ ہو۔(۹)......جس کی دم کٹی ہو(۱۰) جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔

قربانی کے گوشت کا ذخیرہ کرنا:

قربانی کے گوشت کا کھانا،صدقہ کرنا اور اس کا ذخیرہ کرنا سب جائز اور درست ہے۔البتہ ایک موقع پر نبی ﷺ نے مفلوک الحال بدوی لوگوں کے مدینہ طیبہ آنے پر تین دن سے زیادہ کے لیے قربانی کے گوشت کے ذخیرہ کرنے سے منع فرمادیا،لیکن پھر اس کے دوسرے سال ذخیرہ کرنے کی اجازت دے دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ضَحّٰی مِنْکُمْ فَلَا یُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِیَ فِیْ بَیْتِ مِنْهُ شَیْءٌ

”تم میں سے جو قربانی کرے تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں گوشت سے کچھ باقی نہ رہے۔“

اگلے سال لوگوں نے کہا:

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا فِی الْعَامِ الْمَاضِیْ

”یارسول اللہ! کیا امسال گزشتہ سال کی طرح کریں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَاِنَّ ذَالِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَاَرَدْتُّ اَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاضاحی، باب ما یوکل من لحوم الاضاحی: 5561)

”کھاؤ کھلاؤ اور ذخیرہ کرو، گزشتہ سال لوگ تنگی میں تھے تو میں نے چاہا کہ تم ان کی اعانت کرو۔“

قربانی کے جانور کی عمر:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ یُّعْسَرَ عَلَیْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذْعَةً مِّنَ الضَّاْنِ

(رواہ مسلم۔ کتاب الاضاحی، باب من الاضحیة: 1963)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قربانی میں) مسنہ جانور ذبح کرو۔ لیکن اگر وہ نہ مل سکے تو دنبہ یا چھترا سے جذعہ بھی کفایت کر جائے گا۔“

نیز ابوزبیر نے صیغہ عن کے علاوہ تحدیث سے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، لہٰذا اس حدیث پر ضعف کا حکم صحیح نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مُسنّہ کا معنیٰ:

بعض لوگ مسنہ کا معنی سال والا کرتے تھے یہ ان کی غلطی کیونکہ مسنّہ کا نون مشدد ہے اور "سِن" سے مشتق ہے جس کے معنی دانت کے ہیں "اَسْنَنَ یُسْنِنُ" سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اصل میں "مُسْنِن" تھا نون کو نون میں ادغام کرنے سے "مُسِنّ" ہو گیا پھر اس پر ۃ نقل کی تو "مُسِنَّہ" ہو گیا۔ نقل کی ۃ وہ ہوتی ہے جس میں صفت وغیرہ اسمیت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے "مُسِنّ" ہر دو دانت والے کو کہتے ہیں۔ ۃ زیادہ کرنے سے اسمیت کی طرف منتقل ہو گیا۔ یعنی مسنّہ وہ دانت والے کا گویا نام ہو گیا۔ جیسے ذبیح ہر ذبح شدہ کو کہتے ہیں۔ اس پر ۃ زیادہ کرنے سے "ذَبِیْحَۃٌ" حلال جانور کے ساتھ خاص ہو کر گویا اس کا نام ہو گیا۔ پس مسنّہ کے معنی ہیں دو دانت والا جانور یعنی جس کے پہلے دو دانت اکھڑ گئے ہوں۔ اس کی جگہ دوسرے دو دانت اُگ آئے ہوں مسنّہ اور ثنی کا ایک ہی معنی ہے فرق صرف یہ ہے کہ گائے یا بکری، بکرے پر بولا جاتا ہے اور ثنی اونٹ پر (تاج العروج و دیگر کتب لغۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ گائے یا بکرا تو اسی وقت قربانی ہو سکے گا جب وہ دوندا ہو گا۔ اور اگر آپ کو مسنّہ نہیں ملا تو حضور ﷺ کا فرمان ہے:

فَتَذْبَحُوْا جَذْعَةً مِنَ الضَّاْنِ

دوسری حدیث میں ہے:

نِعْمَتِ الْاُضْحِيَةُ الْجَذْعَةُ

"تو پھر تم بھیڑ یا دنبہ سے جذعہ ذبح کرلو۔

جذعہ کی تحقیق:

جذعہ اسکو کہتے ہیں جس کے ابھی دودھ کے دانت نہ گرے ہوں اس کی عمر کے تعین میں بڑا اختلاف ہے مگر جمہور محدثین اور اہل لغت کا خیال ہے کہ سال کا جذعہ ہوتا ہے اس سے کم کا نہیں ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے۔ نیل الاوطار ج 5 ص 233,183 و نووی شرح مسلم۔ ج 2 ص 153-159)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ اسی پر ہوگا کہ گیارہ بارہ ماہ سے کم عمر کا نہیں ہونا چاہیے ورنہ قربانی مشتبہ ہوگی۔لہٰذا " فَاجْتَنِبُوا الشُّبهاتِ"

خصی جانور کی قربانی:

خصی جانور کی قربانی سنت ہے کیونکہ یہ جانور فربہ ہوتا ہے اوراس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُضَحِّيَ اشْتَرَى كَبْشَيْنِ عَظِيْمَيْنِ سَمِيْنَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْاَيْنِ

(سنن ابن ماجہ۔کتاب الاضاحی،باب اضاحی رسول اللہ ﷺ، علامہ البانی رحمہ اللہ سمیت محدثین نے اسے صحیح کہا ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو بڑے موٹے تازے سینگ والے، چتکبرے خصی مینڈھے خرید لیتے۔"

دیگر متقدمین فقہا کے علاوہ ماضی قریب کے مشہور فقیہ سید سابق رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب فقہ السنۃ ج 3 ص 196 پر فرماتے ہیں:

وَلَا بَاْسَ بِالْاُضْحِيَةِ بِالْخَصِيِّ

"خصی جانور کی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

قربانی میں شرکت:

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الضحایا،باب البقر والجزور عن کم تجزی: 2808)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائے سات آدمیوں اور اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف سے ہے۔"

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْاَضْحٰى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْجَزُوْرِ عَنْ عَشَرَةٍ وَالْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ

(سنن ابن ماجہ۔کتاب الاضاحی،باب عن کم تجزی البدنۃ والبقرۃ: 3131)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شامل تھے کہ عیدالاضحیٰ آ گئی پھر ہم گائے میں سات آدمی اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے۔"

میت کی طرف سے قربانی کرنا:

اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ کثیر محققین کی رائے یہی ہے کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا صحیح دلائل سے ثابت نہیں اور یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔ لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور بعض علماء کرام کے نزدیک میت کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے: ضحی علی رضی اللہ عنہ بکبش کبش عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکبش عن نفسه وقال امرنی رسول الله ان اضحی عنه فانا اضحی ابدا۔ "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو مینڈھوں کی قربانی کی ایک مینڈھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے اور فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں۔ لہٰذا میں ان کی طرف سے ہمیشہ قربانی کرتا رہوں گا۔"

(مستدرک حاکم: ج 4 ص 230، امام حاکم نے اس روایت کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی نے امام حاکم کی تائید کرتے ہوئے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ التلخیص۔ ج 4 ص 230 شیخ احمد شاکر نے بھی اسی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ حاشیہ مسند احمد۔ ج 2 ص 153، ڈاکٹر فضل الٰہی بھی اسی کے قائل ہیں۔)

قربانی کا وقت:

قرآن پاک میں قربانی کے وقت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (سورۃ الکوثر)

"پس نماز پڑھ اور پھر قربانی کر اپنے رب کے لیے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْحَرُ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَاَمَرَ اَنْ يُّصَلِّيَ ثُمَّ يَنْحَرُ

(سورۃ کوثر آیت 2۔ آخری جلد۔ تفسیر ابن جریر رحمہ اللہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"حضور ﷺ نماز سے پہلے قربانی کیا کرتے تھے آپ کو حکم ہوا کہ پہلے نماز ادا کیجیے پھر قربانی کیجیے۔"

اس روایت سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیت مذکورہ کا تعلق قربانی سے ہے وہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد ہے پہلے نہیں! نماز اور قربانی کی قرآنی ترتیب کی تائید کرتے ہوئے قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار میں اپنا فیصلہ ان الفاظ میں دیا ہے:

بَلْ ثَبَتَ اَمْرٌ بِصَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ فِي الْقُرْاٰنِ كَمَا صَرَّحَ بِذَالِكَ اَئِمَّةُ التَّفْسِيْرِفِي تَفْسِيْرِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَر فَقَالَ الْمُرَادُ صَلٰوةُ الْعِيْدِ وَ نَحْرُالْاُضْحِيَّة۔

"یعنی نماز عید کا مسئلہ قرآن سے ثابت ہے جس طرح ائمہ تفسیر نے قرآن مجید کی آیت "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس سے نماز عید اور قربانی کرنا مراد ہے۔"

اسکے علاوہ بخاری شریف میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا فلا یذبح حتی ینصرف

(صحیح بخاری۔ ج2 ص 834)

"جس شخص نے ہماری نماز جیسی نماز پڑھی اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کیا اس کو حکم ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک قربانی ذبح نہ کرے۔"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْتَمَّ نُسُكَهٗ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ

(بخاری۔ کتاب الاضاحی، باب قول النبی لابی بردۃ)

"فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرتا ہے اپنی ذات کے لیے کرتا ہے اور جو بعد میں کرتا اس کی قربانی ہو جاتی ہے وہ مسلمانوں کی سنت پر چلتا ہے۔"

ایک روایت میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ (بخاری۔ج1ص 834)

"کہ جس نے نماز سے قبل قربانی کی وہ دوبارہ کرے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے پہلے قربانی کرنا خلاف شرع کسی حالت میں کسی جگہ بھی اجازت نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُلُّ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذِبْحٌ

(مسند احمد۔ج4ص 82، سنن دارقطنی۔ج2ص 544، سنن الکبریٰ۔ امام بیھقی ج9 ص 498، صحیح ابن حبان۔ج 9ص 166، اس روایت کو امام البانی رحمہ اللہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع الصغیر: 4537)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تشریق کے تمام دن قربانی ذبح کرنے کے دن ہیں۔"

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ كُلُّهَا اَيَّامُ ذِبْحٍ وَهِيَ يَوْمُ النَّحْرِ وَثَلَاثَةُ اَيَّامٍ بَعْدَهٗ (دیکھیں۔نیل الاوطار۔امام شوکانی۔ 2165)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب الاختیارات میں فرماتے ہیں:

وآخر وقت ذبح الاضحية آخر ايام التشريق

"ایام تشریق کا آخری دن قربانی کا آخری دن ہے۔"

لہٰذا درست بات یہی ہے کہ ذوالحجہ کی 13 تاریخ کے اختتام تک قربانی ہو سکتی ہے۔

قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کریں:

حضور ﷺ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے تھے۔ حجۃ الوداع کے سال نبی ﷺ نے ایک 100 اونٹ کی قربانی کی اور اس میں 63 اونٹ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے۔

نکتہ: ﷺ کا عدد پورا کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی عمر کے ہر سال کے عوض ایک جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَذْبَحُ أُضْحِيَتَهُ بِيَدِهِ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلٰى صَفْحَتِهَا ۔ (سنن ابن ماجه۔ کتاب الاضاحی)

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہے تھے اور آپ ﷺ نے اپنا قدم مبارک اس کی گردن پر رکھا ہوا تھا۔“

قربانی کی دعا اور ذبح کا طریقہ:

صحیح بخاری شریف حدیث: 5565 میں ہے۔(بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ) کہہ کر ذبح کریں اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے اپنی قربانی کو لٹا کر قبلہ رخ کیا تو یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ إِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذَالِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔

(سنن ابی داود۔ کتاب الضحایا، باب یستحب من الضحایا، ایک رائے کے مطابق یہ روایت حسن ہے)

تنبیہ: بعض لوگوں کی رائے میں ذبح کرتے وقت جس کی طرف سے قربانی کی جائے اس کا ذکر کرنا مکروہ ہے، لیکن ان کی یہ رائے حضور ﷺ کی ثابت شدہ سنت کی مخالفت کی بنا پر قابل التفات نہیں۔

(۱) اونٹ کو ذبح کرنے کا قرآن وسنت سے ثابت شدہ طریقہ یہ ہے کہ اس کو کھڑا کر کے ذبح کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ (سورہ حج: 36)

”اور قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نشانات قرار دیے ہیں۔ان میں تمہارے لیے بہتری کی بات ہے، پس انہیں کھڑے کھڑے ذبح کرتے اللہ تعالیٰ کا نام یاد کرو۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (صواف) کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”قِیَامًا“ (یعنی کھڑے ہونے کی حالت) (صحیح بخاری۔)

(۲) علاوہ ازیں اونٹ کی بائیں ٹانگ کو باندھ لیا جائے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اسی طرح قربانی کے وقت اپنے اونٹوں کو ذبح کرتے۔امام ابوداود نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَصْحَابَهٗ كَانُوْا یَنْحَرُوْنَ الْبَدْنَةَ مَعْقُوْلَةَ الْیُسْرٰی قَائِمَةً عَلٰی مَا بَقِیَ مِنْ قَوَائِمِهَا

(سنن ابن داود۔كتاب المناسك،باب كيف تنحر بدن: 1764)

”بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اونٹ کو اس حالت میں ذبح کرتے تھے کہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی ماندہ تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔“

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اونٹ کو ذبح کرنے کے لیے بٹھا دیا ہے تو آپ نے اس کو ایسا کرنے سے منع فرمایا اور سنت کے مطابق ذبح کرنے کا حکم دیا۔امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے زیاد بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے پاس تشریف لائے کہ جس نے ذبح کرنے کے لیے اپنی اونٹنی کو بٹھا دیا تھا۔آپ نے فرمایا:

اِبْعَثْهَا قِیَامًا مُقَیَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری ومسلم)

”اسے کھڑا کر کے باندھ لو، یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔“

کیا عورت بھی قربانی ذبح کرے؟:

عورت قربانی ذبح کرسکتی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی لڑکیوں کو قربانی ذبح کرنے کا حکم دیا کرتے تھے کیونکہ اس سے جرأت اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دلیری پیدا ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری)

قصاب کی اجرت:

قصاب کی اجرت اپنی جیب سے دینی چاہیے۔قربانی کا گوشت یا کھال وغیرہ اجرت میں دینا ناجائز ہے۔

قربانی کی کھال کا صحیح مصرف:

قربانی کی کھالوں کے مستحق غرباء ومساکین ہیں، وہ غرباء ومساکین جو مسلمان، شریف، نمازی اور متدین ہوں۔ چرم قربانی کے وہی حقدار ہیں اسکے علاوہ غریب طلباء مدارس دینیہ جو عوام الناس کے تعاون سے چل رہے ہیں وہ چرمہائے قربانی کے مستحق ہیں۔

قربانی کے خلاف منکرین حدیث کا واویلا:

منکرین حدیث اور کچھ نئی روشنی کے لوگ قربانی کو حیلوں بہانوں سے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ان بہانوں میں سے ایک بہانہ یہ ہے کہ قربانی معاشی اور اقتصادی حیثیت سے نقصان دہ خیال کرتے ہیں۔اور پھر وہ اس طرح کے مشورے دینے شروع کر دیتے ہیں کہ یہ رقم جو قربانیوں پر خرچ کی جاتی ہے یہ رقم جنگ سے متاثرین اور بے گھر افراد پر تقسیم کرنی چاہیے وغیرہ وغیرہ۔

میں اس بات پر حیران ہوں کہ جب بھی ان لوگوں کے دل میں قوم کا درد اٹھتا ہے تو شعائر اسلام پر ہی حملہ آور ہوتے ہیں۔معلوم نہیں اسلام نے ان کا کیا بگاڑا ہے۔ یہ لوگ تاریک خیالی اور دقیانوسی تخیلات کی آڑ میں اسلام کے شعائر کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

ان اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں کے جن دانشوروں کو قربانی کی رسم بے محل نظر آتی ہے لیکن میں ان سے پوچھتا ہوں یہ ثقافت وآرٹ کے نام پر منعقد ہونے والی تقریبات پر دن رات کے جشنوں پر، شراب وکباب کی محفلوں پر، رقص گاہوں، کلبوں پر اور عید ملن پارٹیوں پر روزانہ لاکھوں روپے ضائع ہو رہے ہیں ان پر تو کبھی اعتراض نہیں ہوا۔ پھر ان مینا بازاروں پر اور عید کی تقریبات کو انتہائی شرمناک بنانے اور ثقافتی سرگرمیوں کو نشوونما دینے کے لیے کسی طرح طلباء وطالبات سے زبردستی چندے وصول کیے جاتے ہیں اور پھر لڑکیوں سے سٹیج ڈرامے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروائے جاتے ہیں اور سرعام سڑکوں پر حکومتی سرپرستی میں ریسیں لگوائی جاتی ہیں، پھر کس انداز سے ان کو انعام دیے جاتے ہیں ۔ میں ان قوم کا درد رکھنے والوں سے پوچھتا ہوں کہ قربانی تو بے محل ہے لیکن یہ جو کچھ ہو رہا ہے کیا یہ سب کچھ برمحل ہے؟ اور یہ جو لاکھوں، کروڑوں روپے روزانہ برباد ہو رہا ہے کیا یہ فضول نہیں؟ اس قسم کی باتیں کرنے والے درحقیقت اسلام کے دشمن ہیں اور تہذیب مغرب کے پرستار ہیں۔ ان کی کوشش صرف یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کے دلوں سے کسی نہ کسی بہانے سے اسلام کی عظمت کو ختم کر دیا جائے اور رضائے الٰہی، مقصد حیات اور فکر آخرت کے جذبات مٹا دیے جائیں۔

اسی لیے کبھی یہ پردے کی مخالفت کرتے ہیں اور کبھی حدود آرڈیننس بل میں کمی بیشی کرتے ہوئے بدکاری کی راہیں ہموار کرتے ہیں، کبھی اسلام کے قانون نکاح، طلاق میں ترمیم کرنے لگتے ہیں۔ کبھی موسیقی و آرٹ کو اس کا جزو قرار دیتے ہیں۔ قربانی کے خلاف پراپیگنڈہ میں بھی درحقیقت یہی نظریہ کارفرما ہے۔ لہٰذا عوام کو چاہیے کہ وہ اس سازش سے خواہ وہ کسی رنگ میں آئے آگاہ رہیں اور کسی سے دھوکہ نہ کھائیں۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ قربانی شعائر اللہ میں داخل ہے اور سنت ابراہیمی ہے۔ ان نام نہاد دانشوروں کی خاطر ایک سنت کو مستقل طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا۔ انشاء اللہ!

❋❋❋

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

فلسفہ قربانی اور مسائلِ عیدالاضحیٰ

اس کتاب میں قربانی اور عیدالاضحیٰ کے متعلق تمام مسائل کو حسنِ ترتیب کے ساتھ ساتھ ذوقِ تحقیق کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے مرتب کیا گیا ہے۔ الحمدللہ ادارہ منہاج السنۃ المحمدیہ عرصہ دراز سے خدمت اسلام میں مصروف ہے، شہروں کے ساتھ ساتھ دیہات اور قصبات میں بھی تبلیغ اجتماعات کا اہتمام کیا جاتا ہے اور خصوصاً پسماندہ علاقوں میں تبلیغی پروگرام بڑے اہتمام سے منعقد کیے جاتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ تصنیفی میدان میں رمضان المبارک، محرم الحرام، عیدین، حج وعمرہ، قربانی اور دیگر اہم عنوانات پر ادارے کی جانب سے تبلیغی لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔ مزید پروگرام کو آخری شکل دی جا رہی ہے، یاد رہے ادارہ کو

مولانا عبدالمنان راسخ، مولانا مصطفیٰ مصحفی
اور ڈاکٹر عبدالحفیظ فاروقی کی خدمات حاصل ہیں۔

مولانا عبدالعزیز راشد
(رئیس ادارہ)

پروفیسر عتیق الرحمٰن عزیز
(ناظم ادارہ)

منہاج السنۃ المحمدیۃ

نثار کالونی فیصل آباد 0300-6658305

ڈسٹری بیوٹر
نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور 37321865

Web: nomanibookss.com, E-Mail: nomania2000@hotmail.com